القرآن
يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر
حج آسان ہے
تحریر
محمود اشرف عثمانی
خادم طلبہ و خادم دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
ادارہ اسلامیات
کراچی — لاہور
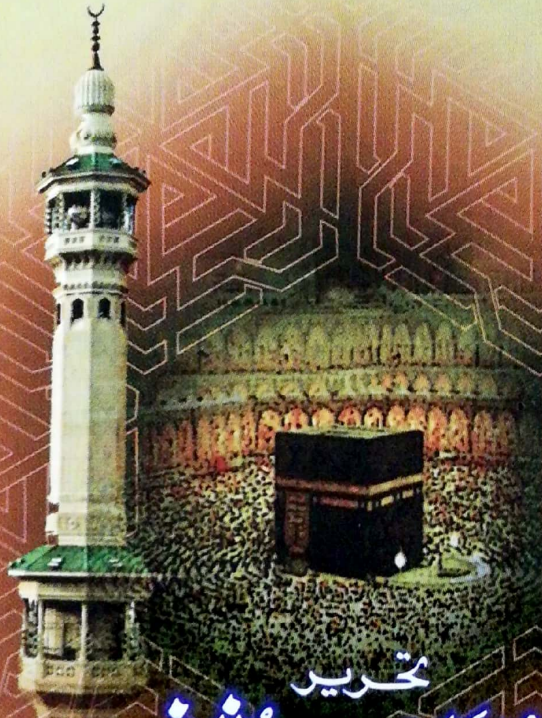
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
اللہ تم پر ہر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا۔ (البقرہ)

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ
اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ (الحج)

حج آسان ہے

تحریر
حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم
مفتی واستاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

ناشر
ادارۂ اسلامیات کراچی۔ لاہور

(رسالہ تقسیم کرنے والے حضرات کو خصوصی رعایت دی جاتی ہے)

نام کتاب : حج آسان ہے
نام مؤلف : حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم
کمپوزنگ : فرید الاسلام
طبع اوّل : ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ (نومبر ۲۰۰۶ء)
طبع ثانی : شعبان ۱۴۳۴ھ (جون ۲۰۱۳ء)
ناشر : ادارۂ اسلامیات کراچی۔ لاہور

طلب فرمایئے:

ادارۂ اسلامیات موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32722401
ادارۂ اسلامیات 190، انارکلی، لاہور۔ پاکستان، فون: 042-3753255
ادارۂ اسلامیات دینا ناتھ مینشن مال روڈ، ۔ لاہور، فون: 042-37324412

ملنے کے پتے:

بیت العلوم : ۲۶ نابھہ روڈ۔ لاہور
ادارۃ المعارف : ڈاک خانہ جامعہ دارالعلوم کراچی 75180
مکتبہ معارف القرآن : جامعہ دارالعلوم کراچی 75180
مکتبہ دارالعلوم : جامعہ دارالعلوم کراچی 75180
دارالاشاعت : ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ا
بیت القرآن : اردو بازار۔ کراچی نمبر ا
بیت الکتب : نزد اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک نمبر ۲۔ کراچی
ادارۂ تالیفات اشرفیہ : بیرون بوہڑ گیٹ۔ ملتان شہر
ادارۂ تالیفات اشرفیہ : جامع مسجد تھانوالی، ہارون آباد۔ بہاولنگر

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم سیدنا محمد وآلہ وصحبہ

اجمعین

اما بعد!

۱۴۲۶ھ میں اللہ تعالیٰ نے ایک طویل عرصہ کے بعد حج کی سعادت سے نوازا تو ایک بار پھر یہ احساس ہوا کہ حج اتنا مشکل نہیں جتنا لوگوں نے اسے مشکل بنا دیا ہے یا جتنا لوگ اسے مشکل سمجھتے ہیں۔ سارا مسئلہ یہ ہے کہ دین کی موٹی موٹی معلومات ہم لوگوں کو نہیں، اور شریعت نے اس معاملہ میں جتنی آسانیاں دی ہیں وہ بھی ہمیں معلوم نہیں اور حج پر جانے والوں کو حج کے فرائض و واجبات سے متعلق جو ضروری معلومات حاصل کرنی چاہئیں، حاجی وہ معلومات بھی حاصل کر کے نہیں جاتے۔

اُدھر جلد بازی، گھبراہٹ، بدنظمی ہمارے مزاج کا حصہ بن گئی ہے اور عبادت کے ہر کام کو ہم ایک بوجھ سمجھ کر جلدی سے اسے اپنے سر سے اتارنا چاہتے ہیں اس لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور آسان حج بھی مشکل بن جاتا ہے۔

اُس سفرِ حج سے واپس آکر ''حج کی آسانیاں'' [1] کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا، جس میں حج کے تین فرائض اور چھ واجبات ذکر کیے اور ان کی ادائیگی میں شریعت کی دی ہوئی آسانیاں بیان کیں بحمد اللہ اس مضمون سے کئی حاجیوں کو فائدہ ہوا اور بعد میں یہ مضمون کئی مرتبہ رسالہ کی شکل میں طبع ہوئی تو حجاج کرام کی ایک معتد بہ تعداد نے اس مضمون کی افادیت کا احقر سے ذکر کیا ۔کچھ حضرات نے اس میں ایک دو جگہ فقہی اجمال سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کی بھی نشاندہی کی تو احقر نے مناسب سمجھا کہ عزیز مکرم مولانا محمد یعقوب صاحب سلمہ استاذ و رفیق دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی اس رسالہ کو تنقیدی نقطۂ نظر سے پڑھ لیں جس کے بعد احقر اس پر نظر ثانی کر لے گا، بحمد اللہ عزیز موصوف سلمہ کو حج کے مسائل سے متعلق اچھا ملکہ حاصل ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے انہوں نے وقت نکال کر اس رسالہ کو پڑھا کئی جگہ مفید مشورے تحریر کیے اور کئی جگہ حوالہ جات کا اضافہ کرایا جس کے بعد احقر نے اس پر نظر ثانی کی۔

بحمد اللہ اب احقر کی نظر ثانی کے بعد یہ رسالہ دوبارہ طبع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر احقر کے لیے صدقہ جاریہ اور حجاج کرام کے لیے نافع بنا دیں۔آمین۔

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

خادم دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

یکم جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ (۱۲/اپریل ۲۰۱۲ء)

---

(۱) طبع ثانی کے موقع پر اس کا نام تبدیل کر کے ''حج آسان ہے'' رکھ دیا گیا ہے۔یعقوب ۱۲

حج آسان ہے

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے حج وہ اہم فریضہ ہے جو عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے، نماز دن میں پانچ بار فرض ہے۔ زکوۃ ہر صاحب نصاب کو ہر سال ادا کرنی پڑتی ہے، صحتمند مسلمان کو رمضان کے روزے ہر سال رکھنے ہوتے ہیں، لیکن صحتمند مستطیع شخص پر حج عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ ہی فرض ہے اور جب کوئی مسلمان ایک مرتبہ حج ادا کرلے تو پھر اسلام پر برقرار رہتے ہوئے اس پر دوبارہ حج فرض نہیں ہوتا خواہ یہ شخص حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ اور عرفات ہی میں دوبارہ کیوں نہ موجود ہو۔

کہا جاتا ہے کہ تمام عبادات میں حج میں سب سے زیادہ مشقت ہے کیونکہ اس میں گھر سے نکلنا پڑتا ہے، سفر کی مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، لمبا سفر طے کرکے آدمی ان مقامات مقدسہ میں پہنچتا ہے اور مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں خاص دنوں میں خاص اوقات میں مخصوص عبادات ادا کرنی ہوتی ہیں اور بسا اوقات بلکہ اکثر ہی قدم قدم پر مشکلات پیش آتی ہیں جس کی وجہ سے عام خیال یہی پایا جاتا ہے کہ حج مشقت کا دوسرا نام ہے۔

اسی لیے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جوانی میں حج کر لینا بہتر ہے کیونکہ بوڑھاپے اور کمزوری میں آدمی حج کی مشقت برداشت نہیں کر پاتا بلکہ الٹا دوسروں پر بوجھ بن جاتا ہے، یہ سب باتیں اپنی جگہ درست ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حج میں بذات خود کوئی مشقت نہیں بلکہ شریعت مطہرہ نے حج کے فرائض وواجبات کو آسان بنایا ہے اور ان کی ادائیگی کے طریقہ اور وقت میں بہت سہولت رکھی ہے البتہ علم کی کمی، جذبات کی شدت اور جلد بازی کی عادت بد کی وجہ سے لوگ بسا اوقات خود ہی مشقت میں پڑتے ہیں۔

حج ہر شخص پر فرض ہی نہیں ہے

حج صرف اس شخص پر فرض ہے:

(۱) جو مسلمان ہو (۲) بالغ ہو (۳) عاقل ہو (۴) آزاد ہو (۵) حج کا زمانہ ہو (۶) اسے حج کرنے کی استطاعت وقدرت ہو۔

استطاعت وقدرت کا مطلب

استطاعت وقدرت کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی ضروریات وحوائج کے علاوہ اس کے پاس اپنا ذاتی مملوکہ مال اتنا موجود ہو کہ وہ حج کے لیے بآسانی آجا سکے، اور اگر وہ صاحب عیال ہے تو جن لوگوں کا خرچ اس کے ذمہ ہے اس کی حج سے واپسی تک ان سب کا خرچ بھی اس کے پاس موجود ہو اور وہ

انہیں دے کر جائے۔لہٰذا اگر کسی کے پاس ذاتی مکان، ذاتی سواری، گھریلو فرنیچر، استعمالی اشیاء سب موجود ہوں مگر نقد رقم یا ضرورت سے زائد مال سفر حج کے لیے اس کے پاس نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں۔

اگر دکاندار کے پاس نقد رقم نہ ہو مگر سامان تجارت دکان میں موجود ہو تو اتنا سامان دکان میں باقی رکھا جائے گا کہ جس سے تجارت چلتی رہے، اس سے زائد سامان فروخت کر کے جو رقم حاصل ہو اگر سفر حج کے لیے کافی ہو تب اس پر حج فرض ہوگا، اسی طرح اگر کوئی شخص زرعی زمین کا مالک ہے اور اس زرعی زمین کی پیداوار پر اس کا گذر بسر ہے تو اس پر حج اس وقت فرض ہوگا جبکہ اس کے پاس اتنی زرعی زمین ہو کہ اگر وہ اس میں سے کچھ زمین فروخت کر دے تو اس کے سفر حج کا خرچ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچ نکل آئے اور اتنی زمین بھی باقی بچ جائے کہ واپس آ کر اس سے اپنی زندگی گذار سکے اگر فروخت کرنے کے بعد گزارے کے لائق زمین نہیں بچتی تو اس پر حج فرض نہیں (معلم الحجاج ص ۸۶) خواتین پر بھی حج کی ادائیگی اس وقت فرض ہوتی ہے جبکہ ان کی اپنی ملکیت میں ذاتی رقم سفر حج کے خرچ کے لیے ان کے پاس ہو اور شوہر یا محرم کا بھی انتظام ہو۔اگر سفر شرعی ہو مگر شوہر یا محرم میسّر نہ ہو تو خاتون پر حج فرض کی ادائیگی لازم نہیں ہاں آخر وقت تک اگر محرم میسّر نہ ہو تو اسے حج بدل کی وصیت کر دینی واجب ہے (غنیۃ: ص، ۲۹)

حج کے اندر فرض صرف تین چیزیں ہیں

حج میں جتنی رقم اور جتنا وقت اور جس قدر محنت خرچ ہوتی ہے وہ سب کے سامنے ہے اور اس سے سب واقف ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس پورے لمبے چوڑے حج میں صرف تین چیزیں فرض ہیں: ایک احرام، دوسرا وقوفِ عرفات اور تیسرے طوافِ زیارت، بس پورے حج میں یہ تین کام فرض ہیں۔ (ان تین فرضوں کی سہولت کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ صرف وضوء میں چار فرض ہیں جبکہ نماز میں چھ فرض ذکر کئے گئے ہیں)۔ ان تین کے علاوہ حج کے باقی جتنے کام ہیں وہ یا واجب ہیں یا سنت یا مستحب، اور باقی تمام کاموں میں سے ہر کام کا کچھ نہ کچھ بدل یا تدارک ممکن ہے۔ لیکن ان تین کاموں یعنی احرام، وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کا نہ کوئی بدل ہے اور نہ اس کا کسی دوسرے انداز سے تدارک کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ہر حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولین توجہ ان تین کاموں کی طرف رکھے تاکہ حج کے یہ فرائض [1] ہر حال میں پورے ہوں ان کے علاوہ باقی کاموں میں کچھ غلطی ہو تو اس کا تدارک ہوسکتا ہے۔

اب شریعت کی طرف سے دی گئی سہولت اور آسانی کا اندازہ کیجئے کہ

---

(۱) یہ تینوں چیزیں اگر چہ فرض ہیں لیکن فقہی طور پر اسے اس طرح تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ احرام حج کے لیے شرط ہے جیسے نماز کے لیے وضو، اور وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت حج کے دو رکن ہیں۔

ان تین فرائض میں بھی شریعت نے وقت اور احکام کے اعتبار سے کتنی سہولت دی ہے۔

حج کا پہلا فرض......احرام

احرام کا مطلب یہ ہے کہ آدمی حج یا عمرہ کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ پڑھ کر حج یا عمرہ کا آغاز کرے حج یا عمرہ کا احرام ایسا ہی ہے جیسے فرض یا نفل نماز کے لیے تکبیر تحریمہ، جس طرح فرض یا نفل نماز کی نیت کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر شروع کی جاتی ہے اور تکبیر تحریمہ نماز میں فرض ہے اسی سے نماز شروع ہوتی ہے۔ اسی طرح حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ (۱) پڑھ کر حج یا عمرہ شروع کیا جاتا ہے اور یہ احرام بھی فرض ہے اور جس طرح جب تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی جاتی ہے تو نماز کی تمام پابندیاں از خود شروع ہو جاتی ہیں اسی طرح جب حج یا عمرہ کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھا جاتا ہے تو حج / عمرہ کی تمام پابندیاں از خود لاگو ہو جاتی ہیں۔ مثلاً مرد کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر

---

(۱) تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔ حاضر ہوں۔ اے اللہ میں آپ کے سامنے حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں، نعمتیں اور بادشاہت آپ کے لیے ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

ڈھانپنا اور مرد و عورت دونوں کے لیے چہرہ ڈھانپنا اور خوشبو لگانا بال کاٹنا، ناخن ترشوانا وغیرہ سب باتیں ممنوع ہو جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ عام طور سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ احرام کا مطلب دو سفید چادریں ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ احرام تو نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھنے کا نام ہے۔ اسی لیے اگر کوئی شخص دو سفید چادریں باندھ لے لیکن نیت کے ساتھ تلبیہ نہ پڑھے تو احرام شروع نہ ہوگا۔ نہ حج اور اور عمرہ کی پابندیاں اس پر لاگو ہوں گی اور نہ اس کے حج یا عمرہ کا آغاز ہوگا اور اگر کوئی شخص سلے ہوئے کپڑے پہن کر حج کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھے گا تو احرام شروع ہو جائے گا اور حج کی پابندیاں فوراً شروع ہو جائیں گی اور سلے ہوئے کپڑے پہننے کی وجہ سے دم یا صدقہ واجب ہوگا۔

اسی لیے علماء یہ مشورہ دیتے ہیں کہ جو مرد حضرات دور دراز ممالک سے حج کے لیے روانہ ہو رہے ہوں وہ گھر یا ائیر پورٹ سے سفید چادریں تو باندھ لیں لیکن نیت کے ساتھ تلبیہ نہ پڑھیں بلکہ جب ہوائی جہاز اڑ جائے اور سفر یقینی طور پر شروع ہو جائے تو مرد اور عورتیں حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھیں۔ جس وقت وہ اس نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھیں گے ان کا احرام شروع ہو جائے گا اور حج یا عمرہ کی پابندیاں ان پر لاگو ہو جائیں گی۔

جگہ کی سہولت

آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگوں کے لیے حج یا عمرہ کا

احرام اپنے گھر سے شروع کرنا کوئی ضروری نہیں بلکہ حرم میں داخل ہونے سے کافی پہلے جو پانچ مقامات (میقات کے نام سے) شریعت کی طرف سے طے شدہ ہیں ان میقاتوں سے احرام کا آغاز کرنا بہر حال ضروری ہے۔

وقت کی سہولت

حج کے مہینے اگرچہ یکم شوال سے شروع ہوتے ہیں لیکن شوال شروع ہوتے ہی احرام باندھنا کوئی ضروری نہیں بلکہ آپ شوال / ذوالقعدہ یا ذوالحجہ میں جس وقت اور جس دن اپنی فلائٹ کی سہولت کے مطابق حج کے لیے روانہ ہو رہے ہیں احرام باندھ سکتے ہیں۔

لباس کی سہولت

احرام شروع ہونے کے بعد جسم کی ہیئت پر سلا ہوا لباس پہننا مثلاً قمیص شلوار وغیرہ، اسی طرح ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنا اور موزے پہننا سب مردوں کے لیے منع ہو جاتا ہے اور ایک چادر اوپر اور ایک چادر نیچے بطور تہبند باندھتے ہیں، بہتر اور افضل یہ ہے کہ وہ چادریں سفید اور جوڑ کے بغیر ہوں۔ لیکن اگر بغیر جوڑ کے نہ ملیں اور دو تین ٹکڑوں کو جوڑ کر چادر بنالی گئی ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اسی طرح اگر سفید چادر یا سفید تولیہ نہ ملے یا سردی کی وجہ سے گرم چادر کمبل وغیرہ کو احرام کی چادروں کے طور پر استعمال کرنا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے شرعاً ممنوع نہیں۔

اور خواتین تو سلا ہوا لباس ہی پہنتی ہیں ان کے لیے جسم کی ہیئت پر سلے ہوئے لباس کی شرعا کوئی ممانعت ہی نہیں ہے۔

پریشانی اور بیماری میں احرام کی سہولت

اوپر تحریر کیا گیا کہ احرام میں مرد کے لیے سر ڈھانپنا جائز نہیں لیکن اگر شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے مثلاً رات کو مجبوری میں مرد اپنا سر ڈھانپ لے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے اسے مجبوری میں سلے ہوئے لباس میں سے کوئی مثلا انڈر ویئر پہننا پڑے تو اس کا حج فاسد نہ ہوگا ہاں احرام کے احکام میں کمی آئے گی اور وہ دم یا صدقہ دے کر اس کمی کا تدارک کر سکتا ہے۔ جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں یا مستند دار الافتاء سے معلوم کی جا سکتی ہے یہاں اجمالاً صرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

حج کا دوسرا فرض: وقوف عرفات

یہ حج کا سب سے اہم ترین رکن ہے اس لیے اسے حج کا رکن اعظم کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص احرام کے ساتھ عرفات کے میدان میں نویں تاریخ کو زوالِ آفتاب کے بعد سے دسویں کی صبح صادق تک ایک لمحہ کے لیے بھی چلا گیا تو اس کا حج ہو گیا۔ (معلم الحجاج ص ۱۶۲)

(الف) وقت کی ابتداء

وقوف عرفات کا وقت نو ذوالحجہ کو زوال ہوتے ہی شروع ہو جاتا

ہے۔لہٰذا نصف النہار کے بعد جیسے ہی زوال ہوکر ظہر کا وقت شروع ہو اور آدمی نے حج کی نیت سے احرام باندھا ہوا ہو اور وہ میدان عرفات میں موجود ہو تو بس یہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔

☆......خواہ وہ سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو۔

☆......خواہ وہ بیہوش ہو گیا ہو۔

☆......خواہ وہ چند لمحے ہی میدان عرفات میں رہ سکا ہو اور اس کے بعد کسی مجبوری سے اسے وہاں سے نکلنا پڑا ہو۔مثلاً ہسپتال میں داخل ہونے کے لیے وہاں سے اسے منتقل کر دیا گیا ہو۔

☆......خواہ وہ بیٹھا ہوا ہو یا لیٹا ہوا ہو یا چل رہا ہو حتیٰ کہ اگر ایمبولینس میں لیٹا ہوا حاجی حالت احرام میں میدان عرفات سے گذر جائے گا تو بھی اس کا یہ پہلا فرض، وقوف عرفات ادا ہو جائے گا۔(اس سہولت کا کیا ٹھکانہ ہے! شریعت پر قربان جایئے)۔

(ب)وقت کی انتہاء

وقوف عرفات کا اصل وقت اگرچہ زوال سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اس کا جائز وقت نویں تاریخ کے زوال آفتاب سے دسویں تاریخ کی صبح صادق تک ہے۔(غنیۃ :ص،۱۵۹) اسی لیے اگر کسی شخص کی فلائٹ لیٹ

ہو جائے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے وہ نویں تاریخ کی ظہر کے بعد عرفات نہ پہنچ سکے بلکہ نویں اور دسویں تاریخ کی درمیانی رات کے کسی بھی لمحہ حج کے احرام کے ساتھ میدان عرفات میں آجائے خواہ ایک لمحہ کے لیے ہی کیوں نہ ہو تو بھی اس کا حج ادا ہو جائے گا۔

(ج) جگہ کی سہولت

میدان عرفات اتنا بڑا ہے کہ لاکھوں افراد بآسانی اس میں سما سکتے ہیں اور اگر روئے زمین کے سارے مسلمان بیک وقت حج کرنا چاہیں اور ایک طرف سے عرفات کے میدان میں داخل ہو کر دوسری طرف سے نکلتے رہیں (اور انہوں نے حج کا احرام باندھا ہوا ہو) تو ان سب کا حج ادا ہو سکتا ہے۔ اور ان کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔ اسی طرح میدان عرفات میں کسی خاص جگہ ٹھہرنا یا میدان عرفات میں اپنے خیمہ سے نکل کر جبل رحمت جانا بھی شرعاً کوئی ضروری نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے: عرفہ سارا کا سارا موقف ہے اور مزدلفہ بھی سارا کا سارا موقف ہے۔ (مسلم شریف) صحابی حضرت یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عرفات کے میدان میں بہت دور ٹھہرا ہوا تھا کہ حضرت ابن مربع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس بھیجا اور یہ پیغام بھجوایا کہ تم جہاں ٹھہرے ہو وہیں ٹھہرے رہو اور تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش

قدم پر ہو۔(ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۲۲۸)

(د) طہارت وعدم طہارت کی وسعت

وقوف عرفات کے اس فرض میں شریعت نے یہ آسانی بھی رکھی ہے کہ اس میں غسل ہونا یا پاک ہونا بھی شرعاً لازم اور ضروری نہیں اسی لیے اگر کوئی خاتون اپنے ایام میں ہو اور حیض یا نفاس کی وجہ سے قرآن نہ پڑھ سکتی ہو تو بھی اس کے وقوف عرفات میں کوئی ادنیٰ سا فرق نہیں پڑتا اور وقوف عرفات کی وہ تمام برکات وفضائل اس کے لیے بھی ہیں جن کا دوسری خواتین یا مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حج کا تیسرا فرض: طواف زیارت

یہ حج کا تیسرا فرض ہے یہ مسجد حرام میں بیت اللہ کے گرد کیا جاتا ہے اور شرائط کے مطابق بیت اللہ کے گرد طواف کی دلی نیت کے ساتھ سات چکر لگانے کا نام ہے۔

وقت کی ابتداء

طواف زیارت کا وقت وقوف عرفات کا وقت ختم ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے یعنی دسویں تاریخ کی صبح صادق ہوتے ہی اس کا اصل وقت شروع ہوجاتا ہے۔

وقت کی انتہاء

طواف زیارت کا وقت کبھی فوت نہیں ہوتا یعنی تمام عمر ہو سکتا ہے لیکن اس میں درج ذیل ضروری تفصیل کا جاننا ضروری ہے کہ:

(الف)......اس کا اصل اور واجب وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لے کر بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ہے لہٰذا اگر کوئی شخص ان تین دنوں میں یعنی دس، گیارہ اور بارہ کی شام غروب آفتاب تک یہ طواف زیارت کر لے گا تو اس پر کوئی دم واجب نہیں ہوگا۔ (غنیۃ: ص،۱۷۸ ،وزبدہ: ص،۲۰۳)

(ب)......اگر کوئی خاتون حیض یا نفاس کی وجہ سے دس گیارہ بارہ کو پاک نہ ہو سکی تو ان تین دنوں بعد کے جب بھی وہ پاک ہو گی اس وقت یہ طواف زیارت ادا کرے گی اور اس تاخیر کی وجہ سے اس پر بھی کوئی دم واجب نہیں ہے۔ (غنیۃ: ص،۱۷۸) البتہ اگر خاتون بارہ کی شام کو غروبِ آفتاب سے اتنی دیر پہلے پاک ہوئی کہ وہ غسل کر کے مسجد میں جا کر پورا طواف یا چار چکر لگا سکتی ہے تو ایسا کرنا اس کے ذمہ لازم ہے۔

(ج)......اگر کوئی بغیر عذر کے ان تین دنوں میں طواف نہ کرے بلکہ بعد میں کرے تو بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے (غنیۃ: ص،۱۷۸) جس کی

وجہ سے دم (ایک بکرا یا ایک دنبہ کی حدودِ حرم میں قربانی) واجب ہوگا لیکن اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا۔ البتہ جب تک وہ طوافِ زیارت ادا نہیں کرے گا اس کے لیے ازدواجی تعلقات ناجائز ہی رہیں گے۔ (غنیۃ: ص، ۱۷۷)

طوافِ زیارت کا بدل

طواف زیارت چونکہ فرض ہے اور لازمی ہے لہٰذا اس کا کوئی بدل نہیں۔ وقوفِ عرفات کے بعد اسے اپنی زندگی میں ادا کرنا بہرحال لازم اور ضروری ہے۔ البتہ اس میں ایک صورت مستثنیٰ ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص وقوف عرفات کرنے کے بعد انتقال کر جائے اور وصیت کر جائے کہ میری طرف سے حج پورا کر دینا تو طواف زیارت کے بدلہ میں حدود حرم میں ایک گائے یا اونٹ اس کی طرف سے ذبح کر دیں تو اس کا حج پورا ہو جائے گا[1] اس ایک صورت کے علاوہ طوافِ زیارت کا کوئی بدل نہیں اور اپنی زندگی میں اسے ادا کرنا لازم اور ضروری ہے تین دن کے اندر اندر کرے گا تو کوئی دم لازم نہ ہوگا اور بلا عذر تین دن کے بعد ادا کیا جائے گا تو طواف زیارت

---

(۱) قال علیہ السلام من وقف بعرفة فقد تم حجه (جس نے وقوف عرفات کرلایا تو اس کا حج پورا ہو گیا) دیکھیں معلم الحجاج ص ۱۸۶ مطبوعہ ادارۂ اسلامیات لاہور اور غنیۃ الناسک ص ۱۷۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن)

ادا ہو جائے گا مگر اس تاخیر کی وجہ سے اس پر ایک دم واجب ہوگا۔ لیکن جب تک وہ طوافِ زیارت نہیں کرے گا اس کے لیے ازدواجی تعلقات جائز نہ ہوں گے۔

طواف زیارت کی جگہ

طواف زیارت ہو یا کوئی دوسرا طواف، طواف صرف مسجد حرام میں بیت اللہ کے گرد کیا جاسکتا ہے مسجد حرام سے باہر کیا ہوا طواف شرعاً غیر معتبر ہے۔ مسجد حرام میں جتنی وسعت ہوتی جائے گی طواف کی جگہ وسیع ہوتی جائے گی، اسی لیے کسی زمانہ میں مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ تھوڑی تھی اور اب خاصی وسیع ہے اور شرعا مسجد حرام کی توسیع کے ساتھ مطاف کی توسیع میں بھی کوئی چیز مانع نہیں۔ طواف میں یہ بھی آسانی ہے کہ طواف مسجد کی نچلی منزل میں بھی ہوسکتا ہے اور اوپر بلکہ سب سے اوپر بھی (حالانکہ وہاں سے بیت اللہ نیچے نظر آتا ہے) اور شرعاً ایسا طواف درست ہے (غنیۃ الناسک :ص، ۱۰۹) البتہ طواف...... مسجد حرام کے اندر ضروری ہے باہر نہیں ہوسکتا۔

طواف زیارت میں نیت کی آسانی

طواف زیارت میں دل کی نیت کے ساتھ طواف زیارت کرنا چاہئے کہ میں یہ فریضہ ادا کر رہا ہوں۔ لیکن اگر کسی شخص نے طواف زیارت کے وقت میں یعنی دس کی صبح صادق سے لے کر بارہ کے غروب آفتاب تک کے

وقت میں طواف کیا اور صرف طواف کی نیت کی اور خاص طواف زیارت کی نیت نہیں کی تو بھی اس کا یہ فریضہ ادا ہو جائے گا۔ (معلم الحجاج: ص، ۱۹۸)

لباس کی سہولت

عام طور سے حج یا عمرہ کا طواف احرام کی چادروں کے ساتھ اور احرام ہونے کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ لیکن شریعت نے طوافِ زیارت میں یہ سہولت بھی دی ہے کہ اگر کسی شخص نے ابھی تک حج کے ضروری واجبات میں سے کوئی واجب مثلاً قربانی حلق ابھی تک نہیں کئے تو بھی وہ حالت احرام ہی میں یہ طواف زیارت کرسکتا ہے اور اگر وہ دسویں کی رمی قربانی اور حلق کر چکا ہے اور اس کا احرام ختم ہو چکا ہے تو وہ عام نارمل لباس میں ہی یہ طواف زیارت ادا کرتا ہے۔

طواف کے چند ضروری مسائل

طواف زیارت بلکہ ہر طواف میں چند باتوں کا خیال رکھنا لازم ہے:

(۱) ...... ناپاک جنبی حائضہ وغیرہ نہ ہو اور باوضو ہو۔ لہٰذا جنبی ہو یا حیض سے پاک ہو چکی تو بغیر غسل کے اور بے وضو ہو تو وضو کے بغیر طواف کرنا جائز نہیں۔

(۲) ......لباس میں ستر کی شرعی حد پوری کی گئی ہو۔

(۳)...... جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہے وہ پیدل طواف کرے۔

(۴)...... داہنی طرف سے طواف شروع کرے (جیسا کہ سب لوگ طواف کرتے ہیں)۔

(۵)...... طواف کرتے وقت حطیم کے اندر سے نہ جائے۔

(۶)...... سات چکر لگائے۔ اور ہر چکر حجر اسود سے شروع کرے۔

(۷)...... طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اسے ''دوگانۂ طواف'' بھی کہتے ہیں اور ہر طواف کے بعد یہ دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

حج کے واجبات

شروع میں تحریر کیا گیا ہے کہ حج میں تین فرض ہیں۔ (۱) احرام جو شرط کے درجہ میں ہے۔ (۲) وقوف عرفہ جو حج کا اہم ترین رکن بلکہ بنیادی رکن ہے۔ (۳) طواف زیارت۔ اب یہ بات قابل ذکر ہے کہ حج کے واجبات صرف چھ ہیں۔ لہٰذا تین فرائض کی طرف مسلسل توجہ رکھنے کے بعد ہر حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ حج کے ان چھ واجبات کو اپنے سامنے رکھے اور انہیں بجالانے کی پوری کوشش کرے تاکہ حج کے فرائض و واجبات پورے ہو جائیں۔

حضرت مفتی سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسائل حج پر اپنی مایہ ناز

کتاب ''معلم الحجاج'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کیے ہیں وہ حقیقت میں حج کے بلا واسطہ واجبات نہیں بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں مثلاً بعض احرام کے ہیں۔ بعض طواف کے ہیں...... حج کے واجبات بلا واسطہ صرف چھ ہیں''۔ (ص ۹۵)

حج کے وہ چھ واجبات یہ ہیں:

(۱) مزدلفہ میں وقوف کرنا۔

(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

(۳) رمی جمار یعنی جمرات پر اپنے وقت میں کنکریاں مارنا۔

(۴) حج قران اور حج تمتع کرنے والوں کو قربانی کرنا (حج افراد کرنے والوں پر حج کی قربانی واجب نہیں)

(۵) حلق یعنی اپنے وقت پر سر کے بال منڈوانا یا تقصیر یعنی بال چھوٹے کروانا۔

(۶) میقات کے باہر سے آنے والوں کے لیے طواف وداع کرنا۔

فرض اور واجب میں فرق

فرض اور واجب میں فرق یہ ہے کہ اگر حج کے فرائض میں سے کوئی فرض مثلاً احرام اور وقوف عرفہ ادا نہ کیا جائے تو حج ہی نہ ہوگا لیکن اگر واجبات حج میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو حج ادا ہو جائے گا مگر ناقص ہوگا۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ حج کے فرائض کا کوئی بدل نہیں جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے لیکن حج کے واجبات میں سے کوئی واجب ترک ہو جائے تو اس کا تدارک دم یا صدقہ سے ہو سکتا ہے (۱) جس کی تفصیل علما کرام سے یا معلم الحجاج جیسی مسائل کی کتاب سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

حج کا پہلا واجب: وقوف مزدلفہ

حاجی لوگ جب ذوالحجہ کی نو تاریخ کو غروب آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے واپس منیٰ اور مکہ مکرمہ کی طرف لوٹتے ہیں تو میدان عرفات سے کچھ آگے جا کر حرم مکہ کے آغاز میں مزدلفہ کا میدان آتا ہے جسے قرآن میں

---

(۱) اس کی مثال ایسی ہے جیسے رکوع سجدہ وغیرہ نماز میں فرض ہیں اگر کوئی شخص رکوع سجدہ پر قادر ہو اور وہ رکوع یا سجدہ نہ کرے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوگی اور نہ سجدۂ سہو سے اس کا کام چل سکتا ہے، لیکن نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب مثلاً سورۂ فاتحہ یا قعدۂ اولیٰ چھوٹ جائے تو وہ آخر میں سجدۂ سہو کر کے اپنی نماز مکمل کر سکتا ہے۔

''مشعر حرام'' بھی کہا گیا ہے، اور وہاں ذکر اللہ کا حکم دیا گیا ہے، (سورۂ بقرہ:۱۹۸) حاجی لوگ مزدلفہ میں رات گذارتے ہیں۔ مزدلفہ میں رات گذارنا تو سنت ہے لیکن رات گذرنے کے بعد جب صبح صادق ہو جائے تو اول وقت میں نماز فجر ادا کر کے وقوف مزدلفہ کیا جاتا ہے اس وقت میں یہ وقوف مزدلفہ واجب ہے۔ افضل اور سنت طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر اسفار یعنی خوب اجالا ہونے تک آدمی کھڑے ہو کر (ورنہ بیٹھ کر) اللہ تعالیٰ کے حضور خوب ذکر کرے اور خوب دعائیں کرے اسے وقوف مزدلفہ کہا جاتا ہے۔

(الف) وقوف مزدلفہ میں وقت اور جگہ کی آسانی

افضل اور بہترین طریقہ تو وہ ہے جو ابھی تحریر کیا گیا لیکن وقوف عرفات کی طرح وقوف مزدلفہ میں بھی شریعت نے بہت آسانی دی ہے۔ مزدلفہ میدان بھی بہت وسیع ہے اسی میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جا سکتا ہے بس یہ خیال رکھے کہ ''وادی محسر'' نہ ہو کیونکہ اس جگہ وقوف معتبر نہیں ہے۔ (زبدہ ص:۱۸۰) اور وقوف کے لیے نہ کھڑے ہونا ضروری ہے نہ بیٹھنا لہٰذا اگر کوئی اس وقت میں وہاں حج کا احرام باندھ کر موجود ہو خواہ چند لمحہ ہی مزدلفہ میں رہا ہو اس کا وقوف خود بخود ہو جائے گا اور واجب ادا ہو جائے گا۔ البتہ یہ وقوف صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان ہی ہونا چاہیے۔

(ب) مزدلفہ میں بیماروں، ضعیفوں، کمزور عورتوں اور چھوٹے بچوں کے لیے شریعت کی آسانی

عام حاجیوں کے لیے مزدلفہ میں رات گذارنا سنت ہے اور صبح صادق کے بعد وقوف کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے مزدلفہ کا وقوف اپنے اختیار سے ترک کیا تو اس پر دم واجب ہوگا لیکن اگر مریض ہے، یا بہت بوڑھا ہے یا بچہ ہے یا عورت کے لیے ہجوم کی وجہ سے وہاں ٹھہرنا سخت مشکل ہو اور یہ لوگ اپنے اعذار کی بناء پر مزدلفہ میں رات گذارے اور صبح کو وقوف مزدلفہ کئے بغیر منیٰ چلے جائیں تو شرعاً یہ معذور سمجھے جائیں گے اور ان پر وقوف مزدلفہ ترک کرنے کی وجہ سے کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص میدان عرفات ہی میں بہت تاخیر سے مثلا رات کے بالکل آخری حصہ میں پہنچا اور وہاں سے جب مزدلفہ روانہ ہوا تو سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ نہ پہنچ سکا تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج ص ۱۷۴)

حج کا دوسرا واجب: صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا

شروع میں تحریر کیا گیا تھا کہ دس / گیارہ / بارہ / تاریخ کو طواف زیارت کیا جاتا ہے جو حج میں فرض ہے۔ طوافِ زیارت کے بعد سعی کی جاتی

ہے یعنی صفا مروہ کے درمیان سات چکر ہوتے ہیں یہ سعی واجب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طواف زیارت تو ہر حال میں کرنا ہے اور فرض ہے لیکن سعی کا درجہ اس سے کچھ کم ہے اور یہ واجب ہے اسی لیے اگر کوئی شخص طواف زیارت تو کر لے مگر پھر دل کی تکلیف یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے صفا مروہ کے درمیان نہ خود چل کر سعی کر سکے نہ کرسی پر بیٹھ کر سعی کر سکے اور بالکل ہی صاحب فراش ہو جائے تو اس مجبوری میں ایک دم ادا کر کے سعی کا تدارک کرسکتا ہے اور اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔

سعی کی آسانیاں

(الف)......واضح رہے کہ سعی ہمیشہ طواف کے بعد ہوتی ہے۔ علیحدہ سے سعی کی عبادت کا کوئی تصور نہیں۔ اس لیے آدمی حج میں جب طواف زیارت کرے گا اس کے بعد ہی سعی کرے گا اسی لیے عورت اگر اپنے ایام کی مجبوری کی وجہ سے حج کے تین دنوں میں دس گیارہ بارہ کو طواف زیارت نہ کر سکے بعد میں کرے تو وہ سعی بھی طواف زیارت کے بعد ہی کرے گی۔ بلکہ بارہ تاریخ تک طواف زیارت کرنے کے بعد اگر فوراً سعی نہ کر سکے دو چار دن بعد کرے تب بھی کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہے البتہ طواف زیارت کے بعد متصلاً کرنا سنت ہے بلا عذر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ (غنیۃ ص ۱۲۸)

(ب)......طواف زیارت تو مسجد حرام میں ہوتا ہے اس لیے طواف

کے لیے پاک ہونا ضروری ہے لہٰذا حیض نفاس والی عورت طواف نہیں کرسکتی لیکن سعی صفا مروہ کے درمیان ہوتی ہے اور وہ حصہ مسجد حرام سے باہر ہے۔ اس لیے ایسی خاتون اس جگہ میں جاسکتی ہے اور سعی کرسکتی ہے۔ اسی بناء پر اگر کسی خاتون نے مثلاً طواف زیارت کرلیا لیکن جب وہ سعی شروع کرنے لگی تو اسے حیض شروع ہوگیا ہو وہ بھی شرعاً صفا مروہ کے درمیان اسی حالت میں سعی کرسکتی ہے اور یہ سعی شرعاً معتبر ہوگی اور اس کا واجب ادا ہوجائے گا۔

(ج)...... طوافِ زیارت کے بعد جو سعی کی جاتی ہے وہ واجب ہے۔ شریعت نے اس میں یہ آسانی دی ہے کہ اگر کوئی شخص حج کے مہینوں میں حج کا اُحرام باندھنے کے بعد طواف قدوم [1] کے ساتھ یہ سعی پہلے کرلے تو یہ واجب ادا ہوجاتا ہے اور اسے طوافِ زیارت کے بعد دوبارہ یہ سعی نہیں کرنی پڑتی لہٰذا اگر:

(۱) مفرد [2] مکہ مکرمہ حاضری کے وقت طواف قدوم کے ساتھ سعی کرلے۔

(۲) یا قارن عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہونے کے بعد حج کا طواف قدوم کرے اور اس کے ساتھ سعی کرلے تو طوافِ قدوم کی سنت ادا

(۱) واضح رہے کہ حج افراد اور حج قران کرنے والوں کے لیے طواف قدوم سنت ہے۔ ۱۲ محمود

(۲) مُفرد، قارِن اور متمتع کا مطلب سمجھنے کے لیے ص ۳۷-۳۸ ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

ہونے کے ساتھ طوافِ زیارت کی واجب سعی بھی ادا ہو جائے گی اور اسے طواف زیارت کے بعد سعی نہیں کرنی ہوگی۔

(۳) متمتع کے لیے طواف قدوم سنت نہیں لیکن اگر وہ حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے نفلی طواف کر کے اپنی حج کی سعی کر لے تو بھی یہ سعی ادا ہو جائے گی (غنیۃ الناسک ص:۲۱۶) البتہ مفرد اور متمتع کے لیے سعی طواف زیارت کے بعد کرنا بہتر ہے۔

(د)......اگر ضعف / تکان کی وجہ سے سعی کے دوران سانس درست کرنے کے لیے بیٹھ جائے پانی پی لے یا وضو وغیرہ کی حاجت کی وجہ سے باہر جا کر اپنی حاجت سے فارغ ہو کر سعی جاری رکھے تو اس کی بھی گنجائش ہے کوئی حرج یا گناہ نہیں۔

(ہ)......سعی خود پیدل کرنی چاہیے لیکن مریض / بوڑھا اگر وہیل چیئر پر بیٹھ کر سعی کرے تو شرعاً اس کی بھی اجازت ہے۔

حج کا تیسرا واجب: جمرات پر کنکریاں مارنا

حج کے دنوں میں رمی جمار یعنی جمرہ عقبہ۔ جمرہ وسطی اور جمرۂ اولیٰ کے تین جمرات پر رمی کرنا واجب ہے جب آدمی منی کی طرف سے مکہ مکرمہ کی طرف بڑھے تو سب سے پہلے جمرۂ اولیٰ آتا ہے اسے لوگ چھوٹا شیطان کہتے

ہیں۔ پھر جمرۂ وسطیٰ آتا ہے اسے درمیانہ شیطان کہا جاتا ہے پھر آخر میں مکہ مکرمہ کی طرف جمرۂ عقبہ جسے بڑا شیطان کہتے ہیں۔

(۱)...... دسویں تاریخ کو وقوف مزدلفہ سے فارغ ہوکر جب مزدلفہ سے واپس منی آتے ہیں تو صرف جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں ماری جاتی ہیں، یہ رمی واجب ہے۔

(۲)...... گیارہویں تاریخ کو تینوں جمرات پر یعنی جمرۂ اولیٰ پھر جمرۂ وسطیٰ پھر جمرۂ عقبہ پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں یہ رمی بھی واجب ہے۔

(۳)...... بارہویں تاریخ کو بھی تینوں جمرات پر یعنی جمرۂ اولیٰ پھر جمرۂ وسطیٰ پھر جمرۂ عقبہ پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں یہ رمی بھی واجب ہے۔

(۴)...... تیرہویں تاریخ کو بھی انہی تینوں جمرات پر رمی کی جاتی ہے لیکن یہ صرف اختیاری ہے یعنی حاجی چاہے تو منیٰ میں رہ کر تیرہویں تاریخ کو رمی کرلے اور نہ چاہے تو نہ کرے بلکہ تیرہ تاریخ کی صبح صادق سے پہلے واپس حدودِ منیٰ سے نکل جائے تو تیرہویں تاریخ کو رمی کرنا واجب نہیں ہوگا۔

دسویں تاریخ کو جمرۂ عقبہ پر رمی کرنا

دسویں تاریخ کی واجب رمی کا وقت اس دن یعنی دسویں تاریخ کی صبح صادق کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے اور گیارہویں تاریخ کی صبح صادق سے پہلے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس رمی کا وقت ایک دن ایک رات یعنی چوبیس گھنٹہ رہتا ہے ان چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی دسویں تاریخ کی یہ رمی کی جائے گی یہ واجب ادا ہو جائے گا اور کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ البتہ ان چوبیس گھنٹوں میں مزید تفصیل یہ ہے کہ:

(الف)......دسویں کی صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے تک عام صحت مند شخص کے لیے یہ رمی کرنا مکروہ ہے (کیونکہ یہ وقت تو وقوفِ مزدلفہ کا ہے جیسا کہ پہلے تفصیل گذر چکی ہے) البتہ عورت، کمزور، بوڑھے، بیمار لوگ اگر اس وقت میں رمی کرلیں تو ان کے لیے کوئی کراہت نہیں (کیونکہ وہ وقوف مزدلفہ سے مستثنیٰ ہو چکے ہیں اور مزدلفہ چھوڑ کر منیٰ آچکے ہیں۔ (معلم الحجاج، ص ۱۷۷)

(ب)......دسویں تاریخ کو طلوع آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک کا وقت اصل وقت ہے اور اس میں رمی کر لینا بہتر ہے۔

(ج)......غروبِ آفتاب سے لے کر صبح صادق تک رمی کرنے سے بھی رمی ادا ہو جائے گی۔ اور بیماروں، کمزوروں، بوڑھوں، عورتوں بچوں

کے لیے مطلقا کوئی کراہت نہیں، اسی طرح وہ صحتمند لوگ جنہیں جان، مال آبرو کا کوئی عذر ہو یا کچلے جانے کا ڈر ہو ان کے لیے بھی کوئی کراہت نہیں۔ البتہ محض سستی سے بیٹھے رہنا اور سارا دن گذار کر رات کو رمی کرنا مکروہ ہے۔ جبکہ صحتمند مرد ہونے کے باوجود دن کے وقت میں رمی کرنا ممکن ہو لیکن جب لاکھوں کا مجمع ہو اور دن میں سب کے لیے رمی کرنا عقلا یا عادۃ بھی ممکن نہ ہو تو رات کے وقت میں ہجوم کے اس عذر کی وجہ سے مغرب کے بعد رمی کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔

اسی لیے اگر کوئی شخص دسویں تاریخ کی رمی، دن گذرنے کے بعد رات کو کرے تو اس پر کوئی دم واجب نہیں۔

مریض کے لیے رمی دوسرے سے کروانا

صحتمند آدمی جو چلنے پھرنے کے قابل ہے اس کے لیے تو رمی خود کرنا ہی واجب ہے۔ لیکن اگر مریض عورت رمریض مرد ربوڑھا رہسپتال میں داخل شخص اسی طرح ہر وہ شخص جو جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر نہ جا سکتا ہو یا جا سکتا ہو مگر اس کا مرض بڑھ جانے اور تکلیف کی شدت کا غالب گمان ہو مثلاً دل کا سخت مریض وہ معذور سمجھا جاتا ہے اور اسے یہ اجازت ہے کہ جمرات پر خود کنکریاں مارنے کے بجائے کسی کو اپنا نمائندہ بنا دے وہ نمائندہ معذور کی طرف سے سات کنکریاں مارے گا تو معذور کا واجب بھی ادا ہو جائے گا

البتہ اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی سات کنکریاں مارے اس کے بعد معذور کی طرف سے مارے۔(زبدہ: ص۱۸۶)۔

(نوٹ: یہی حکم باقی تین دنوں کی رمی کا ہے)۔

رمی کے طریقہ میں آسانی

کنکریاں مارنے کے لیے کوئی خاص حالت یا ہیئت یا طریقہ شریعت نے واجب نہیں کیا اسی طرح ستون پر لگنا بھی کوئی حکم شرعی نہیں بلکہ جہاں سب لوگوں کی کنکریاں ستون کے قریب گر کر جمع ہو رہی ہیں حاجی کی کنکریاں وہاں گر جائیں تو واجب ادا ہو جائے گا۔(البتہ کچھ سنن وآداب ہیں جو سب کتابوں میں تفصیل سے تحریر شدہ موجود ہیں)۔

گیارہویں اور بارہویں تاریخ کی رمی کا حکم

گیارہویں تاریخ کو اور اسی طرح بارہویں تاریخ کو تینوں جمرات پر رمی کرنا واجب ہے پہلے جمرۂ اولیٰ، پھر جمرۂ وسطیٰ، پھر جمرۂ عقبہ میں سے ہر ایک پر سات سات کنکریاں مارنی ہوتی ہیں۔

گیارہوں اور بارہویں تاریخ کی رمی میں وقت کی آسانی

گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو رمی کا وقت زوال سے شروع ہوجاتا ہے اور اگلے دن صبح صادق سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ اگر جان، مال، آبرو اور

کچلے جانے، چوٹ لگنے کا خطرہ نہ ہو تو غروبِ آفتاب سے پہلے کرلینا بہتر ہے لیکن موجودہ صورت حال میں جبکہ نصف کروڑ کے قریب مسلمانوں کا اجتماع ہو رہا ہو زوال سے غروب آفتاب تک ان سب مسلمان حاجیوں کا اس جگہ میں رمی کر لینا عادۃً مشکل ہے اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ زوال آفتاب کے بعد آنے والی صبح صادق سے پہلے پہلے جس وقت میں بھی حاجی رمی کر لے گا رمی جائز ہوگی اور وہ صبح صادق سے پہلے پہلے منیٰ سے مکہ مکرمہ واپس آ سکتا ہے اور اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر کوئی حاجی گیارہ اور بارہ کی رمی میں اس دن کے زوال آفتاب سے لے کر آنے والی صبح صادق تک ان جمرات پر اپنی کنکریاں مار لے گا تو اس کا واجب ادا ہو جائے گا اور اس پر کسی قسم کا کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

تیرہویں تاریخ کی اختیاری رمی (غیر واجب) کا وقت

یہ بات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۱۳ ذوالحجہ کی رمی واجب نہیں۔ اگر کوئی حاجی تیرہویں تاریخ یعنی ۱۳ ذوالحجہ کی صبح صادق سے پہلے منیٰ سے نکل جائے تو اس پر تیرہویں تاریخ کی رمی واجب نہیں لیکن اگر کوئی شخص منیٰ ہی میں ٹھہرا رہا وہاں سے نہیں نکلا یہاں تک کہ ۱۳ کی صبح صادق کا وقت شروع ہو گیا تو اب اس پر ۱۳ کی رمی کرنا واجب ہے اور وہ غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے تک تینوں جمرات پر رمی کر کے اپنا یہ واجب بآسانی ادا کر سکتا

ہے۔اگر زوال سے پہلے کنکریاں مار لے گا تو بھی کوئی دم واجب نہ ہوگا (معلم الحجاج:ص۱۸۹)

حج کا چوتھا واجب:حج کی قربانی

ایک قربانی تو دنیا بھر کے مسلمان عید الاضحٰی پر اپنے اپنے علاقہ میں کرتے ہیں، مالدار صاحبِ استطاعت لوگوں پر یہ عید الاضحٰی کی قربانی شریعت کی طرف سے ہے۔لیکن حج کی قربانی علیحدہ ہے اور اسے شریعت کی اصطلاح میں ''دم شکر'' کہا جاتا ہے۔یہ ''دم شکر'' تین قسم کے حاجیوں میں سے صرف دو قسم کے حاجیوں پر واجب ہوتا ہے۔اس کی تفصیل جاننے کے لیے یہ سمجھئے کہ حج کی تین قسمیں ہیں اس لیے حاجی بھی تین قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) حج افراد......: اس میں حاجی جب اپنے گھر سے حج کے لیے چلتا تو صرف ''حج'' کا احرام باندھتا ہے ایسے حاجی کو ''مُفرِد'' کہتے ہیں یعنی حج افراد کرنے والا۔اور یہ شخص جب تک اپنا حج ادا نہ کرلے اس کا احرام نہیں کھلتا اور نہ وہ حج سے پہلے کوئی عمرہ کرسکتا ہے۔اس حج میں قربانی واجب نہیں ہوتی اور ایسا حاجی دسویں تاریخ کی رمی کرتے ہی قصر واجب یا حلق کرکے قربانی کئے بغیر اپنا احرام کھول سکتا ہے۔

(۲) حج تمتع......: اس میں حاجی جب حج کے مہینے شروع ہونے کے

بعد حرم کی طرف چلتا ہے تو صرف ''عمرہ'' کا احرام باندھتا ہے۔ مکہ مکرمہ آ کر عمرہ کرتا ہے اور عمرہ مکمل ہونے کے بعد وہ احرام ختم کر دیتا ہے پھر سات یا آٹھ ذوالحجہ کو وہ دوبارہ احرام باندھتا ہے۔ یہ احرام صرف حج کا ہوتا ہے اور حج کے بعد یہ احرام کھل جاتا ہے۔ اس طرح یہ حاجی حج کے مہینوں میں حج سے پہلے عمرہ کرتا ہے اور حج کے دنوں میں حج۔ ایسے حج کو ''تمتع'' کہا جاتا ہے اور ایسے حاجی کو ''متمتع'' کہتے ہیں۔ اس قسم کے حج میں ''دم شکر'' واجب ہوتا ہے یعنی دسویں تاریخ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد اس کے لیے ایک بکرا، بکری، دنبہ، بھیڑ یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قربانی واجب ہے۔

(۳) حج قِرآن......: اس حج میں آدمی جب حج کے لیے گھر سے چلتا ہے اور احرام باندھتا ہے تو وہ بیک وقت حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھتا ہے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرتا ہے مگر قصر یا حلق نہیں کرتا اور اس کا احرام باقی رہتا ہے۔ اور عمرہ مکمل ہونے کے باوجود اس کا احرام اس لیے نہیں کھلتا کہ اس نے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھا ہوا ہے، لہٰذا وہ اسی پرانے احرام میں مکہ مکرمہ میں رہتا ہے پھر جب حج کے دنوں میں حج کر لیتا ہے اس کے بعد اس کا احرام ختم ہوتا ہے اس حج کو ''قِران'' کہتے ہیں اور ایسے حاجی کو ''قارن'' کہتے ہیں احناف کے نزدیک یہ سب سے

افضل ہے اور اس حاجی پر بھی دسویں کی رمی کرنے کے بعد قربانی واجب ہوتی ہے یعنی اسے ''دم شکر'' ادا کرنا لازم ہے۔

قربانی کی آسانی

عیدالاضحیٰ کی قربانی میں جو جانور قربان کئے جاتے ہیں دم شکر میں بھی انہیں جانوروں کی قربانی کرنا لازم ہے لہٰذا بکرا، بکری، دنبا، دنبی، بھیڑ اسی طرح گائے، اونٹ یا بیل کا ساتواں حصہ بھی ادا کر لینا کافی ہے۔ اگر ایک گائے/اونٹ میں چند افراد شریک ہوں اور سب کے حصے سات سے زیادہ نہ ہوں، کچھ کی نیت ''دم شکر'' کی ہو، کچھ نے عید الاضحیٰ کی واجب یا نفلی قربانی کی نیت سے اپنا حصہ رکھا ہو، اور کسی نے عقیقہ کی نیت سے حصہ رکھا ہوا ہوتو ایسا کرنا بھی جائز ہے، کوئی حرج نہیں۔

قربانی میں وقت کی آسانی

یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے کہ دسویں تاریخ کی صبح مزدلفہ سے منیٰ واپس آکر حاجی کو سب سے پہلے جمرۂ عقبہ پر رمی کرنا یعنی سات کنکریاں مارنا واجب ہے اور جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد ہی وہ قربانی کرے یعنی دسویں کی رمی پہلے ہوگی اس کے بعد حج کی قربانی کی جائے گی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص دسویں تاریخ کی رمی شریعت کی دی ہوئی آسانی کے مطابق بہت دیر سے کرتا ہے تو وہ خود بخود قربانی بھی دیر سے کرے گا۔ اور اس میں

کوئی حرج نہیں ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص دسویں تاریخ کے دن میں رمی نہ کر سکا اور سورج غروب ہونے کے بعد بلکہ آدھی رات کو اس نے رمی کی تو وہ قربانی بھی اس کے بعد ادا کرے گا۔ اور اس میں شریعت کی مزید آسانی یہ ہے کہ رمی کے فوراً بعد قربانی کرنا بھی کوئی ضروری نہیں اگر کوئی شخص آدھی رات کو دسویں کی رمی کرتا ہے تو وہ رات کو سونے کے بعد گیارہ تاریخ کو دن میں کسی بھی وقت قربانی کر سکتا ہے۔

لیکن یہ بات واضح رہے کہ اگر حاجی پر حج تمتع یا حجِ قران کی وجہ سے قربانی واجب ہو تو جب تک وہ قربانی نہیں کرے گا اس کے لیے سر منڈوانا یا بال کتروانا یا احرام سے نکلنا جائز نہیں ہوگا لہٰذا قربانی واجب ہونے کی صورت میں اسے پہلے یہ اطمینان کر لینا چاہئے کہ میری قربانی ادا ہوگئی ہے اس کے بعد سر منڈوا کر اپنا احرام ختم کر سکتا ہے۔

حج کا پانچواں واجب: حلق یا قصر

حلق کا مطلب ہے سر منڈوانا، سر پر استرا پھروانا اور قصر کا مطلب ہے انگلی کے ایک پورے کے برابر سر کے بال چھوٹے کروانا۔

مرد تو حلق بھی کرواسکتے ہیں اور قصر بھی البتہ ان کے لیے حلق افضل ہے اگر سر پر ایک پورے کی مقدار سے زائد بال موجود ہیں تو مرد حلق بھی کر سکتا ہے اور قصر بھی اور اگر سر پر ایک پورے سے کم بال ہیں تو حلق ہی کرنا واجب

ہے اور اگر سر پر بال ہی نہ ہوں تو سر پر استرا یا ریزر پھیرنے سے بھی واجب ادا ہوجائے گا بلکہ اگر سر کے زخموں کی وجہ سے مجبوری میں استرہ بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے اور مثل منڈوانے والے کے حلال ہوجائے گا۔ (معلم الحجاج ص ۱۸۳)

قصر یعنی بال کٹوانے اور کتروانے کے لیے ضروری ہے کہ پورے سر کے بال انگلی کے ایک پورے کے برابر کٹوائے جائیں...... بلکہ شریعت نے اس میں یہ آسانی بھی دی ہے کہ اگر کوئی شخص سر کے چوتھائی حصہ کے برابر بال ایک پورے کی مقدار میں کٹوالے تو بھی یہ واجب ادا ہوجائے گا۔ البتہ شدید مجبوری کے بغیر صرف چوتھائی سر پر اکتفا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (معلم الحجاج)

حلق رقصر کا وقت

یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہے کہ حلق یا قصر کے ذریعہ آدمی احرام سے نکلتا ہے اور اس کا احرام کھل کر اس پر سے احرام کی تمام پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ حلق یا قصر سے پہلے کے واجبات حج ادا کئے جاچکے ہوں یعنی دسویں تاریخ کی رمی بھی ہوچکی ہو اور حج تمتع یا حج قران کی وجہ سے اگر دم شکر کی قربانی واجب ہوئی تھی وہ بھی کرلی گئی ہو۔ اس کے بعد ہی حلق یا قصر کیا جائے اگر دسویں کی رمی یا قربانی سے پہلے بال کٹوا لئے گئے تو اس غلطی کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک دم واجب ہوجائے گا۔

حلق یا قصر میں آسانی

جب دسویں تاریخ کی رمی بھی کر لی ہو اور اگر حج تمتع یا حج قران کی وجہ سے قربانی واجب ہوئی تھی وہ بھی ادا کر لی ہو تو:

(الف) آدمی خود اپنے بال کاٹ سکتا ہے اور اپنا سر مونڈ سکتا ہے شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(ب) اسی طرح کسی دوسرے شخص سے جس کا احرام کھل چکا ہو اپنے بال کٹوانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(ج) اسی طرح جن دو حاجیوں کے احرام کھلنے کا وقت آ گیا ہو مثلاً انہوں نے دسویں کی رمی کر لی ہو اور حج کی قربانی اگر ان پر واجب تھی وہ بھی کر لی ہو اور دونوں کے احرام کھلنے کے لیے صرف بال مونڈنا یا کتروانا باقی ہو تو ایسے دو حاجی مرد ایک دوسرے کا سر مونڈ سکتے ہیں اور ایسی دو حاجن عورتیں ایک دوسرے کے بال ایک ایک پورے کے برابر کاٹ سکتی ہیں۔ کوئی حرج نہیں۔

(د) لیکن ایسا حاجی جس کے احرام کھلنے کا ابھی وقت نہیں آیا مثلاً اس نے ابھی دسویں کی رمی ہی نہیں کی یا دسویں کی رمی اس نے کر لی ہے لیکن اس پر حج کی قربانی واجب تھی وہ اس نے ابھی ادا نہیں کی وہ نہ اپنا سر مونڈ سکتا ہے اور نہ دوسرے کا، نہ اپنے بال کاٹ سکتا ہے اور نہ دوسرے کے۔ اگر وہ ایسا

کرے گا تو یہ حج کی جنایت ہوگی جس کی بعض صورتوں میں دم واجب ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں صدقہ۔ لہٰذا اس کی پوری احتیاط رکھی جائے۔

حج کا چھٹا واجب:......طوافِ وداع

جس شخص [1] نے میقات کے باہر سے آکر حج کیا ہو خواہ اس کا حجِ افراد ہو یا حجِ تمتع یا حجِ قران۔ مکہ مکرمہ سے واپس جاتے وقت اس کے لیے الوداعی طواف کرنا واجب ہے جسے طوافِ وداع کہا جاتا ہے۔ اس طواف وداع میں بھی طواف کے دوران ان سات باتوں کا خیال رکھنا لازم ہے جنہیں ہم نے طواف زیارت کے آخر میں بیان کیا ہے۔ (دیکھیں ص ۲۳ اور ۲۴) اور بہتر یہ ہے کہ یہ طواف وداع اس وقت کیا جائے جب آدمی مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے والا ہو۔

طوافِ وداع کی آسانیاں

(الف)...... اگر کوئی خاتون طواف زیارت (فرض) کر کے فارغ

---

(۱) ایسے شخص کو آفاقی کہتے ہیں۔ اس پر مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت طواف وداع واجب ہے اور جو میقات پر رہتا ہو اسے میقاتی اور جو میقات اور حرم کے درمیان رہتا ہو اسے حلّی اور جو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہو اسے مکی کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ میقاتی، حلّی اور مکی حاجی کے لیے طواف وداع واجب نہیں بلکہ صرف مستحب ہے، طواف وداع صرف آفاقی کے لیے واجب ہے۔

ہو چکی ہو اور طواف وداع سے پہلے اسے حیض یا نفاس آجائے تو اس پر طواف وداع واجب نہیں رہتا بلکہ وہ طواف وداع کئے بغیر مکہ مکرمہ سے واپس جا سکتی ہے۔اسی طرح نابالغ بچہ پر بھی یہ طواف واجب نہیں۔

(ب) طوافِ زیارت کے بعد جو بھی نفلی طواف کیا گیا ہو وہ خود بخود طواف وداع کے قائم مقام ہو جائے گا اور واجب ادا ہو جائے گا۔مثلاً کوئی شخص طواف زیارت کے بعد مکہ مکرمہ میں رہا۔اس نے ایک یا ایک سے زیادہ نفلی طواف کئے،لیکن مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت اسے طوافِ وداع کا موقع نہ ملا۔تو آخری نفلی طواف خود بخود طواف وداع کے قائم مقام ہوگا اور اس کا یہ واجب ادا ہو جائے گا۔

(ج)......اس طواف میں بھی طہارت وغیرہ کی شرائط کے ساتھ خالی طواف کی نیت کرنا کافی ہے۔لہٰذا اگر کسی نے صرف طواف کی نیت کی خاص طواف وداع کی نیت نہیں کی تو بھی اس کا طواف وداع ادا ہو جائے گا۔

(د)......طواف وداع میں وقت کی کوئی تحدید نہیں۔لہٰذا اگر کوئی شخص طواف زیارت کے بعد مکہ مکرمہ میں رہا لیکن بیماری یا کسی بھی وجہ سے اس نے کوئی طواف نہیں کیا اور پھر مثلاً ایک دو ماہ بعد واپس جاتے وقت اس نے طواف کیا تو یہ طواف ہی طواف وداع ہوگا۔اور واجب ادا ہو جائے گا۔

تنبیہ

ہم نے اس مضمون میں حج کے تین فرائض اور چھ واجبات کا ذکر کیا ہے اور شریعت نے حج کے ان فرائض و واجبات میں جو آسانیاں دی ہیں وہ فقہ حنفی کے مذہب راجح کے مطابق ذکر کی ہیں۔ لیکن ان فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ سنن اور مستحبات کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور انہیں ادا کرنے کا پورا پورا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ سنن و مستحبات حج کی تمام کتابوں میں ذکر ہیں اور حج کا جو طریقہ بھی تحریر کیا جاتا ہے اس طریقہ میں بالعموم سب یا اکثر سنن و مستحبات شامل ہوتے ہیں۔

عام طور سے انسان اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہی حج کرتا ہے۔ اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ وہ سفر حج کی پوری قدر کرے۔ اور حج کے فرائض و واجبات کے ساتھ سنن و مستحبات کا بھی خیال رکھے تاکہ اسے اس سفر کی خیر و برکات اور انوار زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں۔

☆☆☆

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى.

جوان مہینوں میں (احرام باندھ کر) اپنے اوپر حج فرض کرلے تو نہ کوئی فحش بات جائز ہے نہ گناہ اور نہ کسی قسم کا جھگڑا۔ اور تم جو بھی نیکی کروگے اللہ اسے جانتا ہے، اور توشہ لے کر جایا کرو اور بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ (البقرہ ۱۹۷)

(ضمیمہ)

حج کے دوران ان غلطیوں سے بچیے

تحریر

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم
مفتی واستاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

ناشر

ادارۂ اسلامیات کراچی۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے دوران ان غلطیوں سے بچیے

حج میں فرائض وارکان سنن ومستحبات بجالانے کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بھی پہلے یہ ضروری ہے کہ ہمیں اور آپ کو ان باتوں کا علم ہو جن سے حج خراب ہوتا ہے۔ یہ خرابیاں دو قسم کی ہیں:

پہلی قسم کی خرابیاں (عام گناہ)

(الف)[1] وہ گناہ جو حج سے باہر بھی، یعنی حج سے پہلے اور حج کے بعد بھی گناہ ہیں مگر حج کے دوران ان گناہوں کی سنگینی بہت بڑھ جاتی ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں حج کے دوران ان گناہوں سے بطور خاص منع کیا گیا ہے، لہٰذا ہر حاجی کے لیے لازم ہے کہ وہ خاص طور پر ان گناہوں سے ضرور بچے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکام کی پیروی کرے۔

(۱) یہ غلطیاں اگرچہ حج کے تناظر میں لکھی گئی ہیں لیکن حج وعمرہ کے علاوہ ہر نیک کام کے دوران یہ ان غلطیوں سے بچنا ضروری ہے ۱۲م

دوسری قسم کی خرابیاں (حج کے ممنوعات)

(ب)......یعنی وہ کام جو حج سے باہر یعنی احرام سے پہلے اور احرام کے بعد گناہ نہیں۔ بذات خود جائز کام ہیں لیکن حج کے دوران ان جائز کاموں سے روکا گیا ہے مثلاً احرام کے دوران خوشبو لگانا، بال ناخن ترشوانا یا مردوں کے لیے جسم کے مطابق سلا ہوا لباس پہننا وغیرہ کہ یہ کام بذات خود ناجائز نہیں لیکن احرام کے دوران ناجائز ہیں حاجی کے لیے ایک خاص وقت میں ان سے بچنا ضروری ہے۔ احرام ختم ہوتے ہی یہ کام نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور پسندیدہ بن جاتے ہیں۔

دونوں قسم کی خرابیوں میں فرق

پہلی قسم کی خرابیاں یعنی وہ کام جو حج سے باہر بھی ناجائز ہیں اور حج کے دوران بھی۔ ان خرابیوں سے حج کا ثواب بالکل ختم یا کم ہوسکتا ہے لیکن ان خرابیوں کی وجہ سے کوئی جزاء یعنی دم یا متعین صدقہ لازم نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کی خرابیاں جو بذات خود گناہ نہیں لیکن وہ حج کے ممنوعات میں شامل ہیں ان خرابیوں کے ارتکاب کی وجہ سے خاص جزاء واجب ہوتی ہے یعنی یا دم (ایک بکرا بکری) دینا پڑتا ہے یا متعین طور پر صدقہ کی مقدار دینی ہوتی ہے۔

ان دونوں قسم کی خرابیوں کو نماز کی ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مثلاً

اگر کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھے تو حدیث شریف کے مطابق وہ ایک درجہ کا شرک ہے۔ بغیر خشوع خضوع کے نماز پڑھے تو ایک روایت کے مطابق نماز اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے لیکن ان دونوں گناہوں سے نماز میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا اور نہ سجدۂ سہو سے ان گناہوں کا تدارک ہوسکتا ہے۔

جبکہ اگر کوئی شخص غلطی سے قعدۂ اولیٰ بھول جائے یا غلطی سے سورۂ فاتحہ رہ جائے تو یہ اگرچہ غلطی ہے لیکن آخر میں سجدہ سہو سے کام ہوجاتا ہے اور نماز مکمل ہوجاتی ہے۔

ہر عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ گناہ والی غلطی بہت سنگین ہے اس سے عبادت کا ثواب ختم ہوسکتا ہے جبکہ ممنوعات والی غلطی کم درجہ کی ہے کیونکہ اس کا تدارک شریعت کی دی گئی سہولت کے مطابق بہت آسانی سے ہوسکتا ہے اور تدارک کرنے کے بعد عبادت مکمل ہوجاتی ہے بالکل یہی معاملہ حج کی خرابیوں کا ہے۔ لہٰذا ہر حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلی قسم کی خرابیوں سے مکمل طور پر ہر حال میں بچے اور حج کے دوران دوسری قسم کی خرابیوں سے بھی بچنے کی پوری کوشش کرے لیکن اگر حج میں دوسری قسم کی خرابی ہوجائے تو شرعی احکام کے مطابق دم یا صدقہ دے کر اپنی غلطی کا تدارک کرلے تاکہ اس کا حج مکمل ہوجائے۔

دوسری قسم کی خرابیاں مسائل حج کی تمام کتابوں میں تحریر ہیں اور حج کی کتابوں بالخصوص احکام حج مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ اور معلم الحجاج مؤلفہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب قدس اللہ سرہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں اور وقت پر علماء سے رجوع کر کے اس کا تدارک کر سکتے ہیں۔

ہم اپنے اس مضمون میں صرف پہلی قسم کی خرابیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جن کا معاملہ زیادہ سنگین ہے۔جن سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے اور جن کا تدارک دم یا صدقہ سے نہیں ہوسکتا اور قرآن حدیث میں بطور خاص ان خرابیوں سے روکا بھی گیا ہے اور ان خرابیوں کی وجہ سے ہی حج مشکل بن جاتا ہے۔

حج کے دوران کیئے جانے والے گناہ

پہلی خرابی:......حرام مال کا استعمال

دوسرے لوگوں کا مارا ہوا، دبایا ہوا مال ہو یا شرعی ورثاء کا حق مار کر جو مال حاصل کیا گیا ہو یا چوری یا ڈاکہ کی رقم ہو، رشوت یا سود کا پیسہ ہو یہ سب حرام مال میں شامل ہے۔واضح رہے کہ حرام مال سے حج کرنے کا اسلام میں

کوئی تصور نہیں۔حرام مال تو فوری طور پر انہیں ہی واپس کرنا ضروری ہے جن کا اس مال میں حق ہے ورنہ جہاں سے حرام مال آتا ہے وہاں واپس کرے اور اگر واپس کرنا بیکار ہو تو پھر اس حرام مال سے اپنی گردن چھڑانے کے لیے اسے فوری طور پر صدقہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔ واضح رہے کہ حرام مال لینا، حرام مال رکھنا، حرام مال استعمال کرنا یا حرام مال کو کسی عبادت میں استعمال کرنا سب حرام ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دو حدیثیں ہی عبرت کے لیے کافی ہیں۔

(۱)......سورۂ نساء آیت ۱۰ میں مال حرام کی ایک صورت کا ذکر کر کے ارشاد باری ہے:

اِنَّ الَّـذِیْـنَ یَـأْکُـلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَأْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا، وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا

جو لوگ یتیموں کا مال ظلما کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

(۲)......مسلم شریف کی روایت

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا وان اللہ أمر المؤمنین بما أمر بہ المرسلین فقال یا ایھا الرسل کلو من الطیبات واعملوا صالحا وقال تعالی یا ایھا الذین آمنوا کلو من طیبات ما رزقناکم ثم ذکر الرجل یطیل السفر أشعث أغبر یمد یدیہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مؤمنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کو دیا ہے کہ ''اے رسولو! کھاؤ اچھی چیزیں اور کام کرو اچھے (سورۃ المؤمنون آیت ۵۱) اور فرمایا کہ ''وہ پاکیزہ رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا ہے (سورۃ البقرہ ۱۷۲)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر طے کر کے جاتا ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں،

جسم پر غبار ہے اور (مقام مقدس پر پہنچ کر) وہ ہاتھ پھیلا
پھیلا کر دعا کرتا ہے اے رب، اے پروردگار! حالانکہ
اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور
حرام سے اس کی پرورش ہوئی، ایسے شخص کی (عبادت)
کیسے قبول ہوگی؟ (مسلم شریف، مشکوۃ ص ۲۴۱)

(۳)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں
نے فرمایا:

من اشترى ثوبا بعشرة دراهم فيه درهم حرام
لم يقبل الله تعالى صلاة ما دام عليه، ثم
ادخل اصبعيه فى اذنيه وقال صمتا ان لم
يكن النبى صلى الله عليه وسلم سمعته يقول

ترجمہ: جس نے کوئی کپڑا دس دراہم میں خریدا اور اس میں
ایک درہم حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول[1] نہیں
فرماتے جب تک کہ وہ کپڑا اس کے جسم پر ہو۔ پھر حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے
دونوں کانوں میں داخل کیں اور فرمایا یہ دونوں کان

(۱) علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی فرض نماز (اسی طرح فرض حج) قبول نہیں ہوں گے ہاں فرض سر سے اتر جائے گا۔

بہرے ہوجائیں اگر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
فرماتے نہ سنا ہو۔(مسند احمد بیہقی مشکوۃ ص ۲۴۳)

لہٰذا ہر حاجی کے لیے اور عمرہ پر جانے والے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے مال کا جائزہ لے اگر خدانخواستہ حرام مال ہو، کسی حق مار کر مال حاصل کیا گیا ہو تو اسے واپس کرے حلال کمائی جمع کرے پھر حج عمرہ کرے، اسی طرح دوران حج بھی اس کا پورا اہتمام کرے کہ دوسرے کی چیز اس کی دلی رضامندی کے بغیر ہرگز استعمال نہ کرے حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

دوسری خرابی:......نیت کی خرابی، دکھاوا، شہرت وغیرہ

حج میں (اسی طرح عمرہ میں) نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہونی چاہئے کسی کو دکھانے کی یا شہرت اور مشہوری کی نیت ہو تو عبادت بے کار، بے ثواب ہو جاتی ہے، اس لیے قدم قدم پر ریاء (دکھاوے) سے بچنے کی ضرورت ہے بالخصوص جب عبادت شروع کی جارہی ہو اس وقت تو نیت خالص لوجہ اللہ ہونی بہت ہی ضروری ہے۔

(۱) حدیث میں ہے:

من صلی یرائی فقد اشرک ، ومن صام یرائی فقد اشرک، ومن تصدق یرائی فقد اشرف.

رواہ احمد (مشکوۃ ص ۴۵۵)

جس نے نماز دکھاوے کے لیے پڑھی اس نے شرک والا کام کیا، اور جس نے روزہ دکھانے کے لیے رکھا اس نے شرک والا کام کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ دیا اس نے شرک والا کام کیا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نویں تاریخ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات جانے کے لیے منیٰ سے نکلے اور سواری آپ کو لے کر اٹھی تو آپ کی اونٹنی پر ایک سادا سا کمبل پڑا ہوا تھا جس کی قیمت صرف چار درہم تھی اور آپ کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی۔

اللھم اجعله حجا لا ریاء فیه ولا سمعة

اے اللہ اسے ایسا حج بنا دیجئے جس میں نہ دکھاوا ہو نہ شہرت۔ (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد ص۳۰۵ ج ۳)

اور ایک روایت میں ہے **اللھم اجعلھا حجة لا ریاء فیه ولا سمعة**

یہاں یہ بات غور کرنے کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تو اس طرح کے نفسانی اثرات سے پاک تھی لیکن پھر بھی آپ نے یہ دعا فرمائی تاکہ امت اپنے حج وعمرہ میں اخلاص کا خیال رکھے۔ جو کام کرے

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے اور دکھاوے یا شہرت کو مقصود بنا کر اپنی عبادت تباہ نہ کرے۔

تیسری خرابی :...... رفث (یعنی فحش گفتگو، فحش حرکت، بدنظری، بے حیائی)

یہ بات بڑی اہم ہے کہ قرآن مجید نے سورۂ بقرہ میں جہاں حج کا ذکر کیا ہے وہاں تین خرابیوں سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے افسوس کہ حج کے دوران بہت کم لوگ ہی اس آیت کو یاد رکھتے ہیں حالانکہ یہ آیت اپنے پاس رکھنی چاہئے اور اسے روزانہ صبح شام دیکھتے رہنا چاہئے۔ احادیث میں بھی اس کی تشریح آئی ہے ہم پہلے قرآن کی یہ آیت ذکر کرتے ہیں پھر اس کی مختصر تفصیل کریں گے قرآن کریم کی آیت یہ ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (البقرة)

جس نے حج کے مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرلیا تو حج میں نہ فحش بات ہو نہ گناہ اور نہ جھگڑا ہو۔

''رفث'' میں ہر فحش حرکت، ہر فحش بات اور بے حیائی کا ہر کام، بدنظری وغیرہ سب شامل ہے۔ احرام باندھنے کے بعد آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری بھی نہیں کرسکتا بلکہ اگر اس نے حج کے اصل فرض وقوف عرفات سے پہلے اپنی

بیوی سے ہمبستری کرلی تو اس کا حج فاسد ہو جائے اور اگلے سال دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔اسی طرح اپنی بیوی سے کھلی فحش گفتگو یا بیوی سے بوس وکنار بھی جائز نہیں۔جب حج میں اپنی بیوے سے یہ سب باتیں ناجائز ہیں حالانکہ وہ اس کی بیوی اور یہ اس کا شوہر ہے۔تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ غیر مرد، غیر عورت، دوستوں وغیرہ سے اس طرح کی گفتگو کیسے جائز ہوسکتی ہے؟اس لیے ہر حاجی پر لازم ہے کہ وہ زبان اور اعضاء کو قابو میں رکھے کوئی ایسی گفتگو اور ایسی حرکت نہ کرے جو فحش کام یا فحش گفتگو کے دائرہ میں آتی ہو اسی طرح نامحرم کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی مکمل اجتناب لازم ہے۔

چوتھی خرابی:......فسوق (یعنی گناہ کے کام)

حج میں نیکی کی توفیق کم ہو تو فائدہ کم ہوگا لیکن خرابی پیدا نہیں ہوگی۔حج میں اصل ضرورت ''تقویٰ'' کی ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے مکمل اجتناب کرے کیونکہ گناہوں سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔جو گناہ احرام باندھنے سے پہلے بھی حرام اور گناہ تھے اور احرام کھلنے کے بعد بھی حرام اور گناہ ہوں گے ان سے تو ہر حال میں بچنا ضروری ہے۔مثلاً غیبت، بہتان، مسلمان کو تکلیف پہنچانا، کسی کا حق مارنا وغیرہ وغیرہ۔اور جو گناہ صرف احرام کے دوران گناہ ہیں مثلا احرام کے دوران خوشبو لگانا بال ناخن کتروانا وغیرہ ان سے بھی حج میں بچنا ضروری ہے۔

پانچویں خرابی: جدال (یعنی جھگڑا، لڑائی، اختلاف، بحث مباحثہ)

حج میں بڑا اجتماع ہوتا ہے، گھر کا آرام ختم ہو جاتا ہے اور سفر کی مشقت زیادہ ہوتی ہے، ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے لہجہ میں تلخی آجاتی ہے، اعضاء سے جھنجھلاہٹ کا اظہار ہوتا ہے اور کبھی کبھار تو آپس میں سخت گفتگو، گالم گلوچ، اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ سب شیطان کے تحفے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ حج کا ثواب ختم کرتا ہے لہٰذا حاجی کے لیے سفر میں حج میں اپنے اوپر قابو رکھنا، صبر و تحمل اختیار کرنا، قدم قدم پر غصہ کا گھونٹ پینا اور ہر خلاف مزاج بات پر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صبر کرنا انتہائی ضروری ہے، یہ حقیقت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئے کہ کسی عبادت کا اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا صبر کا...... واضح رہے کہ ذکر اللہ طواف، نماز، بیت اللہ کو دیکھتے رہنے کا بلاشبہ بہت ثواب ہے لیکن صبر کا ثواب ان سب عبادات سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ

بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا (سورۃ الزمر: ۱۰)

لہٰذا جو شخص اپنے حج کو درست طریقہ سے ادا کرتے ہوئے صبر سے کام لے گا بلاشبہ اس کا ثواب سب سے زیادہ بے حساب ہوگا۔

چھٹی خرابی:......حقوق العباد میں کوتاہی

یوں تو زندگی کے سارے سفر میں اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ کسی مسلمان بلکہ کسی انسان کا حق ہمارے ذمہ نہ رہے لیکن حج کے سفر میں تو اس کا اہتمام اور زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔عبادت کے دوران حقوق العباد کی اہمیت کم لوگوں کے ذہن میں رہتی ہے لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ حجۃ الوداع میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آرہے تھے (یہ ذہن میں رہے کہ یہ حج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کا پہلا حج تھا) لوگ آ آکر اپنی حج کی غلطیاں بتارہے تھے کہ ہم سے یہ غلطی ہوئی، ہم سے حج کی یہ غلطی ہوگئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو تسلی دے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی امید دلا رہے تھے لیکن اس موقع پر بھی آپ نے جس بات پر تنبیہ فرمائی وہ یہی حُقوق العباد کا معاملہ تھا۔حدیث ملاحظہ فرمایئے

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ :خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم - حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهُ فَمِنْ قَائِلٍ :يَا رَسُولَ اللَّهِ سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ أَوْ أَخَّرْتُ شَيْئًا أَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا فَكَانَ يَقُولُ لَهُمْ: لاَحَرَجَ لاَ حَرَجَ إِلَّا عَلَى رَجُلٍ

اقْتَرَضَ عِرْضَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ فَذٰلِكَ الَّذِي حَرِجَ وَهَلَكَ.

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے نکلا لوگ آپ کے پاس آرہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ یارسول اللہ میں نے سعی طواف سے پہلے کرلی، یا فلاں کام بعد میں کرلیا ہے، یا فلاں کام میں نے پہلے کرلیا ہے، تو آپ فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں (یعنی نا سمجھی کی وجہ سے گناہ نہیں) ہاں اس شخص پر گناہ ہے جس نے کسی مسلمان کی آبرو پر ظلماً ہاتھ ڈالا تو اس پر حرج ہے اور وہی ہلاک ہوا۔

لہٰذا حج کے دوران بطور خاص غیبت، گالم گلوچ، کسی کی دل آزاری، ایذاء رسانی، دوسرے کی چیزوں کے ناجائز استعمال وغیرہ سے بچنا بہت ضروری ہے اور ہر اس کام سے بچنا لازم ہے جس سے حقوق العباد پامال ہوں یا کسی مسلمان کو جانی مالی یا آبرو کا نقصان پہنچایا جائے۔ کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ بہت سخت ہے......اس کے علاوہ یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ احرام اور حرم میں تو جانور کا شکار جائز نہیں۔ مسلمان کی آبرو اور اس کے مال شکار کرلینا کیسے جائز ہوگا؟

ساتویں خرابی:.....جلد بازی، گھبراہٹ

شریعت نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ عبادت کے دوران سکینت وطمانینت اختیار کی جائے اور جلد بازی اور گھبراہٹ کے ذریعہ اپنی عبادت کو خراب نہ کیا جائے اسی لیے حکم ہے کہ قرآن مجید صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔(وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً ، وَلَا تُحَرِّكْ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ، وَلَا تَنْثُرْهُ كَنَثْرِ الدَّقَلِ قرآن وحدیث میں وارد ہے) نماز بھی اطمینان اور سکون سے ادا کی جائے۔ایک صحابی نے جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم دیا(ارجع فصل فانک لم تصل) حتی کہ باجماعت نماز کے لیے جاتے وقت بھی اتنا تیز چلنا یا دوڑنا جس سے سانس پھولنے لگے، منع ہے۔ان تمام احکام سے واضح ہے کہ عبادات میں بھی گھبراہٹ اور جلد بازی منع ہے۔

حج میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد بازی اور گھبراہٹ سے منع فرمایا ہے تین حدیث پیش ہیں: (مشکوۃ ص ۲۲۹-۲۳۰)

(١) أَفَاضَ النَّبِيُّ-صلى الله عليه وسلم- مِنْ جَمْعٍ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم جب مزدلفہ سے واپس (منیٰ کی طرف چلے) تو آپ پر سکینت طاری تھی اور آپ نے لوگوں کو بھی سکینت (طمانینت) کا حکم دیا۔ (ترمذی شریف)

(۲) عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا : عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ

حضرت فضل بن عباس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے ساتھ سوار تھے وہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کی شام (یعنی نویں تاریخ کو) اور مزدلفہ کی صبح (یعنی دسویں کی صبح کو) جب آپ اور سب لوگ منی کی طرف واپس جا رہے تھے آپ نے لوگوں سے فرمایا: ''اے لوگو سکینت اختیار کرو''۔ (مسلم شریف)

(۳) وعن ابن عباس رضى الله عنهما :أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم -يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم -وَرَاءَهُ زَجْراً شَدِيداً وَضَرْباً وَصَوْتاً لِلإِبْلِ ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ ، وقال) :(يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، عَلَيْكُمْ

بِالسَّكِينَةِ ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالإِيضَاعِ (رواه البخاري)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس (مزدلفہ کی طرف) آرہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے اونٹوں کو مارنے اور چیخنے کی آواز سنی تو آپ نے اپنا کوڑا اٹھا کر ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو تم پر سکینت لازم ہے اور نیکی، سواری دوڑانا (یا خود دوڑنا) نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عرفہ کے میدان میں خطبہ دیا تو یہ فرمایا:

(۴) ليس السابق من سبق بعيره وفرسه ولكن السابق من غفر له

نیکی میں آگے بڑھنے والا شخص وہ نہیں ہے جس کا اونٹ یا گھوڑا پہلے پہنچ جائے بلکہ نیکی میں سبقت کرنے والا وہ شخص ہے جس کی مغفرت ہو جائے۔

جب آدمی احرام باندھ کر، اپنا گھر کاروبار چھوڑ کر، اللہ کے لیے نکل کھڑا ہوا اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، دل میں اللہ تعالیٰ کے لیے جذبات شکر ہیں اور بدن تکلیفوں پر صبر کر رہا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ ہوائی جہاز میں بیٹھا ہوا ہے یا بس میں۔ کمرہ میں مسافر خانہ میں لیٹا ہوا ہے یا ایئر پورٹ کے کسی کونہ میں زمین پر یا بس اور کار میں سڑک پر ہجوم میں رکا ہوا ہے، وہ ہر جگہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہے اور اپنے رب کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، دو گھنٹہ چار گھنٹہ کی تاخیر سے کیا فرق پڑتا ہے؟ گھر تو وہ چھوڑ ہی چکا ہے اور واپس گھر اپنے وقت پر ہی جائے گا۔ اس لیے گھبراہٹ، عجلت کا کیا فائدہ؟۔ صبر کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اس لیے ہر عبادت خاص طور پر حج اور عمرہ کی عبادت اطمینان سے ادا کی جائے۔ اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ جب ہم حج عمرہ سے واپس جائیں تو کوئی گناہ ہمارے سر نہ ہو اور ہمارے سب گناہوں کی مغفرت ہو چکی ہو۔ آمین۔

و آخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين و
وفقنا الله تعالىٰ لما يحبه ويرضاه . آمين

☆☆☆